- کمیشن ایجنٹ کی شرعی حیثیت
- کمیشن ایجنٹ کا دو طرفہ کمیشن وصول کرنا
- کمیشن ایجنٹ کا ضامن ہونا
- کمیشن ایجنٹ کے ضامن ہونے پر اجرت طلب کرنا
- کمیشن ایجنٹ کا کسی ایک شریک کے مال میں کمیشن معاف کرنا
- کمیشن ایجنٹ نے محنت کی، لیکن مال مالک نے خود فروخت کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔۔باغات کی خرید وفروخت سے متعلق ایک مسئلہ درپیش ہے،جس کی صورت یہ ہے، کہ ہمارے ہاں سے لوگ فصل بیچنے منڈی جاتے ہیں۔وہاں کوئی آدمی باغ کے مالک سے یہ ایگریمنٹ کرتاہے، کہ تمہارامال منڈی میں منڈی میں فروخت کرنے اوراس سے پیسے لے کر تمہارے حوالہ کرنے کی ذمہ داری لیتاہوں، یہ آدمی باغ کے مالک سے کمیشن کے نام پر رقم لیتاہے۔اسی طرح جس کو فروخت کرتاہےاس سے بھی کمیشن لیتاہے، پھرجب یہ آدمی مال فروخت کرتاہے، کبھی وہ آدمی فرار ہو جاتاہے اورآدائیگی نہیں کرتا۔اب پوچھنایہ ہے:

- ازروئے شرع اس طرح کا معاملہ،جس میں ایک آدمی دوسرے کا مال تیسرے شخص کو فروخت کرنے کی ذمہ داری لیتاہے،درست ہے، یانہیں؟
- اس عمل پر وہ اجرت (کمیشن) بھی لیتاہے، کیااس کے لیے اس طرح کمیشن لینادرست ہے، یانہیں؟ نیزیہ اجرت دونوں پارٹیوں سے لیتاہے۔کیادونوں سے ایک ہی مال سے متعلق کمیشن لینادرست ہے، یانہیں؟
- تیسرے شخص کے فرار ہونے کی صورت میں اس نے رقم آداکرنے کی جوذمہ داری لی ہے، کیااس کو شرعاذمہ دارقرار دیاجاسکتاہے، یانہیں؟

2۔۔زیداور بکر مشترکہ طورپرایک باغ خریدلیتے ہیں،مال فروٹ ایجنٹ کے پاس لے جاتے ہیں،فروٹ ایجنٹ کے ہاں یہ اصول ہوتاہے، کہ دس فیصدمزدوری کاٹتے ہیں، یہاں زیدفروٹ ایجنٹ کا واقف ہےوہ زید کی رعایت کرتے ہوئے پانچ فی صدکاٹتاہے اوربقایاپانچ فیصدزید کی واقفیت کی وجہ اس کوواپس کرتاہے، کیااس پانچ فیصدمیں بکر بھی کاحصہ ہوگا، یانہیں؟

الجواب حامداومصلیا

کمیشن ایجنٹ کو فقہا کی اصطلاح میں اجرت دلال یاسمسار کہاجاتاہے، اس کوبروکراورپراپرٹی ڈیلر بھی کہاجاتاہے۔

یادرہے: یہاں چندچیزیں قابل غورہیں:وکیل بالبیع : یہاں وکیل صرف بائع سے طے شدہ اجرت مثل، یامقرر کیاہواکمیشن اوریافیصدی کمیشن لینے کا حق رکھتاہے۔وکیل بالشرء :اس صورت میں وکیل صرف خریدار کا نمائندہ ہےاوروہ خریدارسے کمیشن لینے کاحقدارہے۔تیسراوہ شخص جوواسطہ بن کر بائع اور خریدار دونوں کے درمیان بھاگ دوڑ اور محنت کر کے کمیشن لیتاہے،اس تیسرے شخص کے لیے دونوں طرف سے کمیشن لینادرست ہے۔

عقلی اعتبار سے خود دلال کی اجرت بھی درست نہیں ہے، کیونکہ وہ ایک مجہول چیز پر اجرت لیتا ہے، جس کا یہ علم نہیں ہے کہ وہ چیز کتنی رقم میں فروخت کر کے اپنی اجرت حاصل کرے گا اور نہ یہ معلوم ہے، کہ کب فروخت کرے گا۔ البتہ استحسانا عرف کی بنا پر فقہانے جواز کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ ہر چیز پر عرف میں رائج ہو جانے سے جواز کا حکم لگایا جائے، بلکہ عرف پر فتوی دینے کے لیے چند شرائط ہیں:

<u>شرائط عرف:</u>

عرف شریعت کے کسی بھی حکم کا مخالف نہ ہو۔

عرف یا تو کلی طور پر جاری ہو، یا کم سے کم غالب ہو۔

عرف مستقل ہو، عارضی نہ ہو۔

عاقدین دوران عقد عرف کے خلاف وضاحت نہ کرے۔

طبیعت سلیمہ اس کو قبول کرتی ہو۔

"الشروط التي يجب توفرها في العرف الذي يحتجُّ بهاشترط علماؤنا في العرف الذي يعتبر شرعًا عدَّة شروط:الأول: أن لا يخالف العرف الشريعة ، فإن خالف العرف نصًّا شرعيًّا أو قاعدة من قواعد الشريعة فإنَّه عرف باطل.الثاني: أن يكون العرف مطّردًا أو غالبًا ، ومعنى اطراده أن يكون العمل بالعرف مستمرًا في جميع الحوادث ، لا يتخلف في واحدة منها ، أو يكون غالبًا في أكثر الحوادث.ولذا قالوا في البيع: لو باع بدراهم أو دنانير وكانا في بلد اختلفت فيه النقود مع الاختلاف في المالية والرواج انصرف البيع إلى الأغلب. قال في الهداية: "لأنَّه هو المتعارف ، فينصرف المطلق إليه".قالوا: لأنَّ المعروف كالمشروط"

(مجلة مجمع فقه الاسلامى:العرف بين الفقه:ج٢ص١١١٣٦)

<u>ظاہر الروایۃ اور عرف:</u>

یہ ضروری نہیں ہے، کہ ظاہر الروایہ کی ترجیح عرف پر ہو گی ،بلکہ مفتی یا قاضی کے لیے ضروری ہے ،کہ عرف کو مد نظر رکھ کر فتویٰ یا فیصلہ صادر کرے۔

چنانچہ علامہ شامیؒ رقمطراز ہے:

''قال رحمه الله تعالى: "قال في القنية": ليس للمفتي ولا للقاضي أن يحكما على ظاهر المذهب ويتركا العرف ، ونقل المسألة عنه في "خزانة الروايات" كما ذكره البيرمي في "شرح الأشباه"-----.وقال: "ليس للمفتي الجمود على المنقول في كتب ظاهر الرواية من غير مراعاة الزمان وأهله ، وألاّ يُضيَّع حقوقًا كثيرة ، ويكون ضرره أعظم من نفعه .وقال: "النقول ونحوها دالّة على اعتبار العرف الخاص ، وإن خالف المنصوص عليه في كتب المذهب ما لم يخالف النصَّ الشرعيَّ" .وقال: "العرف يَثْبُتُ على أهله عامًّا أو خاصا،فالعرف العامُّ في سائر البلاد يَثْبُتُ حكمه على أهل سائر البلاد ، والخاصُّ في بلدة واحدة يَثْبُتُ حكمه على تلك البلدة فقط"وقال أيضًا: "المفتي لا بدَّ له من ضرب اجتهاد ومعرفة بأحوال الناس".وقال: "من لم يكن عالمًا بأهل زمانه فهو جاهل" .وقال: "اعلم أن المتأخرين الذين خالفوا المنصوص في كتب المذهب في المسائل السابقة

لم يخالفون إلاَّ لتغيّر الزمان والعرف ، وعلمهم أن صاحب المذهب لو كان في زمنهم لقال بما قالوه"ونقل عن بعض علماء الحنفية قوله: من لم يكن عالمًا بأهل زمانه فهو جاهل"

کمیشن ایجنٹ (دلال) کے جواز کا حکم بھی فقہا کرام نے عرف میں مشہور ہونے اور لوگوں کی ضرورت کی بنا پر دیا ہے۔اس کے لیے متعین اجرت یا فیصدی حصہ دونوں طرح مقرر کرنا درست ہے۔اور چاہے وہ ایک طرف سے کمیشن لینا طے کرے اور یا دونوں طرف سے اجرت لینا طے کرے۔

قال فی التتارخانیۃ:

وفی الدلال والسمساریجب اجر المثل،وماتواضعوا علیہ ان فی کل عشرۃ دنانیر کذا،فذک حرام علیهم ،وفی الحاوی :سئل محمدبن سلمۃ عن اجرۃ السمسار،فقال:ارجوانہ لاباس بہ ،وان کان فی الاصل فاسدا؛لکثرۃ التعامل ،وکثیرمن هذا غیرجائز،فجوزوه لحاجۃ الناس الیہ کدخول الحمام وعنہ قال:رایت ابن شجاع یقاطع نساجا ینسج لہ ثیابا فی سنۃ۔

(ردالمحتار:ج٦،ص ٦٣،ط:سعید)

قال فی البزازیۃ:

السمسار والمنادی والحمامی والصکاک ،ومالایقدرفیہ الوقت ولاالعمل تجوزلماکان لناس بہ حاجۃ ویطیب الاجر الماخوذ لوقدراجر المثل۔

(الشامیة:باب اجارۃ الفاسدۃ:47/6،ط:دارالفکر،بیروت)

یادرہے:

جو اجرت وکیل یا کمیشن ایجنٹ کے لیے مقرر کی جائے،وہی اس کو ملے گی،اگر وہ طے شدہ قیمت سے زائد میں چیز بیچ دے،تب بھی زائد رقم اصل مالک کو ملے گی۔اسی طرح بروکر پر ایک معاہدہ کے تحت ضمان کی شرط لگانا بوجہ عرف درست ہے۔

’’لواعطی احدمالہ لدلال ،وقال :بعہ بکذادراهم فان باعہ الدلال بازیدمن ذلک فالفضل ایضا لصاحب المال،ولیس للدلال سوی الاجرۃ۔‘‘

(مجلۃ الاحکام العدلیۃ:107/1)

(کتاب النوازل:358/12،بائع اور مشتری دونوں سے کمیشن لینا)

(دلالی اور کمیشن کے مسائل: مذکورہ بالاماخذ)

''سئل محمدبن سلمۃ عن اجرۃ السمسار،فقال:ارجو انہ لاباس بہ ،وان کان فی الاصل فاسدا؛لکثرۃ التعامل۔۔۔۔فجوزوہ لحاجۃ الناس الیہ۔''

(ردالمحتار،کتاب الاجارہ،مطلب:فی اجرۃ الدلال)

''الحاصل :ان الجہالۃ الیسیرۃ عفو فی ماجری بہ التعامل ؛لکونہالاتقضی الی النزاع عادۃ''

(اعلاالسنن،باب اجرۃ السمسرۃ،ج ١٦،ص ٢٠٢)

''اجرۃ السمسار۔۔۔ممالاتقدیرفیہ للوقت ولامقدارلمااستحق بالعقد،وللناس فیہ حاجۃ،فکانت جائزۃ وان کان فی الاصل فاسدا؛لحاجۃ الناس الی ذلک۔''

(الفتاوی الولوجیۃ)

کمیشن ایجنٹ پر ضمان کی شرط لگانا:

کمیشن ایجنٹ کسی کے مال کی ضمانت لے سکتاہے۔

''قولہ:لانہ یصیرعاملالنفسہ؛اذلاولایۃ القبض لہ والضامن یعمل لغیرہ۔۔۔فلوان وکیل البیع

ضمن الثمن لموکلہ وادی یرجع،ولوادی بلاضمان لایرجع۔کمافی الفصولین وقدمر۔''

(الشامیہ)

'' (قولہ:فیمالووکل بیعہ)الاولی ان یقول :ای ثمن ماوکل بیعہ،قیدبہ ؛لان الوکیل بقبض الثمن

لوکفل بہ یصح۔''

(مطلب :فی تعلیق الکفالۃ)

لہٰذا:

- ازروئے شرع اس طرح کا معاملہ،جس میں ایک آدمی دوسرے کا مال تیسرے شخص کو فروخت کرنے کی ذمہ داری لینادرست ہے۔
- اس عمل پر اس کا اجرت (کمیشن) لینا بھی درست ہے۔

- اسی طرح کمیشن ایجنٹ کا اجرت دونوں پارٹیوں سے لینا بھی درست ہے۔
- تیسرے شخص کے فرار ہونے کی صورت میں اس کا رقم آدا کرنے کی ذمہ داری لینا بھی درست ہے۔

<u>کمیشن ایجنٹ کا پہچان کی بناپر ایک شریک سے پانچ فیصد کم لینا:</u>

دو شریکوں کا فروٹ یا سبزی میں شرکت عنان ہے، جس میں ہر ایک شریک دوسرے کے لیے شریک ہونے کے ساتھ وکیل بھی ہے۔اور وکیل اپنے موکل کے حصہ میں امانت دار ہوتا ہے۔اس لیے اگر کمیشن ایجنٹ نے مشترکہ مال میں سے ایک شریک کو معرفت کی بناپر پانچ فیصد معاف کیا، تو یہ معافی دونوں کے حق میں شمار ہوگی۔

''وان اشتری احدهما بمالہ،وهلک مال الاخرفالمشتری بینهما)یعنی علی ماشرطا؛لان الملک حین وقع،وقع مشترکا بینهما؛لقیام الشرکۃ وقت الشراء،فلایعتبر الحکم بهلاک مال الاخر بعدذلک،بخلاف مابعدالخلط حیث یهلک علی الشرکۃ؛لانہ لایتمیز،فیجعل الهلاک من المالین۔''

(البحرالرائق،کتاب الشرکۃ:295/5ط:رشیدیہ)

'' (ومایشتریہ کل یقع مشترکا الاطعام اهلہ وکسوتهم)؛لان مقتضی عقد المساواۃ،وکل واحدمنهما قائم مقام صاحبہ فی التصرف،فکان شراء احدهماکشرائهماالاامااستثناہ فی الکتاب۔''

(مذکورہ بالاماخذ:285/5)

مذکورہ بالاعبارات سے واضح ہوتاہے، کہ ایک شریک کے مال میں نقصان یاہلاک ہونے میں دوسرا شریک بھی شامل ہوگا،اسی بناءپر نفع میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے۔

وان حط البائع عن الوکیل بعض الثمن فانہ یحطہ عن الموکل۔۔۔ولووهب البائع بعض الثمن عن الوکیل یظهر ذلک فی حق الموکل حتی لم یکن للوکیل ان یرجع علی الموکل بذلک القدر۔''

(الهندیۃ،کتاب الوکالۃ،قبیل الباب الثالث فی الوکالۃ بالبیع:588/3)

''المال الذی قبضہ الوکیل والرسول من جهۃ الوکالۃ ومن جهۃ الرسالۃ امانۃ فی یدهما۔''

(دررالحکام شرح مجلۃ الحکام:الباب الاول فی بیان بعض الاحکام العمومیۃالمتعلقۃ بالامانات:مادۃ:768)

المال الذی قبضہ الوکیل بالبیع والشراوایفا الدین واستیفائہ،وقبض العین من جهۃ الوکالۃ فی حکم الودیعۃ فی یدہ۔''

(دررالحکام۔۔۔المادۃ:1463)

دیگر مسائل:

کفیل کااجرت طلب کرنا:

اگر کفیل (ضامن) نے کسی کی ضمانت پر اجرت مانگی، توبوجہ ضرورت کفیل کواجرت دیاجاسکتاہے۔

’’ان شرط الکفیل تقدیم مقابل،او اجر علی کفالۃ،وتعذر علی المکفول عنہ تحقیق مصلحۃ....

جازدفع الاجر؛للضرورۃ...‘‘

(الفقہ الاسلامی وأدلتہ:ج٦،ص٨٤١٣ط:دارالفکر)

کسی کے ضامن بننے پر اجرت لینا۔تفصیل کے لیے دیکھیے:

(فتاوی قاسمیۃ:455/24)

ایجنٹ نے محنت کی، لیکن مالک نے فروخت کی:

اس صورت میں عرف پر عمل ہوگا۔

’’واماالدلال فان باع العین بنفسہ باذن ربھا،فاجرتہ علی البائع،وان سعی بینھما وباع المالک بنفسہ ،یعتبر العرف ...‘‘

(الدرالمختار:کتاب البیوع،مطلب ،فی حبس المبیع لقبض الثمن)

’’وفی الشامیۃ:تحت قولہ:یعتبرالعرف:فتجب الدلالۃ علی البائع اوالمشتری اوعلیھما بحسب العرف۔‘‘

(مذکورہ بالاماخذ)

واللہ اعلم بالصواب۔

السیدکلیم اللہ الحرمزئی ۔